

سُورَةُ الْمُلْكِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيْتٰهُ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحُوْمُ ۝

سورہ ملک کی ہے اس میں تیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان
نہایت رحم والا ہے۔بہت بابرکت ہے وہ (اللہ) جس کے ہاتھ میں بادشاہی
ہے (۱) اور جو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (۱)جس نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تمہیں
آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے، (۲) اور وہ
غالب (اور) بخشنے والا ہے۔ (۲)

☆ اس کی فضیلت میں متعدد روایات آتی ہیں، جن میں سے صرف چند روایات صحیح یا حسن ہیں۔ ایک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ کی کتاب میں ایک سورت ہے جس میں صرف ۳۰ آیات ہیں، یہ آدمی کی سفارش کرے گی۔ یہاں تک کہ اس کو بخش دیا جائے گا“ (سنن الترمذی، سنن ابی داؤد، ابن ماجہ، ومسند أحمد ۲/۲۹۹، ۳۲۱) دوسری روایت میں ہے ”قرآن مجید میں ایک سورت ہے، جو اپنے پڑھنے والے کی طرف سے لڑے گی، حتیٰ کہ اسے جنت میں داخل کروائے گی“۔ (مجمع الزوائد، ۷/۱۷۲، ذکرہ الألبانی فی صحیح الجامع الصغیر، نمبر ۳۶۳۳) سنن ترمذی کی ایک روایت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سونے سے قبل سورۃ الم السجدہ اور سورۃ ملک ضرور پڑھتے تھے۔ (ابواب فضائل القرآن) ایک روایت شیخ الألبانی نے الصحیحہ میں نقل کی ہے سورۃ تَبَارَكَ هِيَ الْمَانِعَةُ مِنَ عَذَابِ الْقَبْرِ (نمبر ۱۱۳۰ ج ۳، ص ۱۳۱) سورۃ ملک عذاب قبر سے روکنے والی ہے، یعنی اس کا پڑھنے والا امید ہے کہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ بشرطیکہ وہ احکام و فرائض اسلام کا پابند ہو۔

(۱) تَبَارَكَ، بَرَكَتٌ سے ہے، التَّمَاءُ وَالزِّيَادَةُ، بڑھوتری اور زیادتی کے معنی میں۔ بعض نے معنی کیے ہیں، مخلوقات کی صفات سے بلند اور برتر۔ تفاعل کا صیغہ مبالغے کے لیے ہے۔ ”اسی کے ہاتھ میں بادشاہی ہے“ یعنی ہر طرح کی قدرت اور غلبہ اسی کو حاصل ہے، وہ کائنات میں جس طرح کا تصرف کرے، کوئی اسے روک نہیں سکتا، وہ شاہ کو گدا اور گدا کو شاہ بنا دے، امیر کو غریب غریب کو امیر کر دے۔ کوئی اس کی حکمت و مشیت میں دخل نہیں دے سکتا۔

(۲) روح، ایک ایسی غیر مرئی چیز ہے کہ جس بدن سے اس کا تعلق و اتصال ہو جائے، وہ زندہ کہلاتا ہے اور جس بدن سے اس کا تعلق منقطع ہو جائے، وہ موت سے ہم کنار ہو جاتا ہے۔ اس نے یہ عارضی زندگی کا سلسلہ، جس کے بعد موت ہے اس لیے قائم کیا ہے تاکہ وہ آزمائے کہ اس زندگی کا صحیح استعمال کون کرتا ہے؟ جو اسے ایمان و اطاعت کے لیے استعمال کرے گا، اس کے لیے بہترین جزا ہے اور دوسروں کے لیے عذاب۔

جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔ (تو اے دیکھنے والے) اللہ رحمن کی پیدائش میں کوئی بے ضابطگی نہ دیکھے گا،^(۱) دوبارہ (نظرس ڈال کر) دیکھ لے کیا کوئی شکاف بھی نظر آ رہا ہے۔^(۲) (۳)

پھر دوہرا کر دو دو بار دیکھ لے تیری نگاہ تیری طرف ذلیل (وعاجز) ہو کر تھکی ہوئی لوٹ آئے گی۔^(۳) (۴)

بیشک ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں (ستاروں) سے آراستہ کیا اور انہیں شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ^(۴) بنا دیا اور شیطانوں کے لیے ہم نے (دوزخ کا جلانے والا) عذاب تیار کر دیا۔ (۵)

اور اپنے رب کے ساتھ کفر کرنے والوں کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے۔ (۶)

جب اس میں یہ ڈالے جائیں گے تو اس کی بڑے زور کی آواز سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔^(۵) (۷)

قریب ہے کہ (ابھی) غصے کے مارے پھٹ جائے،^(۶)

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا مَا تَرَى فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفْوِيتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَى مِنْ فُطُورٍ ۝

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ غَاسِقًا وَهُوَ حَسِيرٌ ۝

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيْطَانِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ ۝

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

إِذَا الْقُورَانُ انبَغَمُوا إِلَيْهَا شَهيقًا وَرَهَى تَفُورٌ ۝

تَكَادُ تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ كُلَّمَا أَلْقَى فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا

(۱) یعنی کوئی ناقص، کوئی کچی، کوئی نقص اور کوئی خلل، بلکہ وہ بالکل سیدھے اور برابر ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان سب کا پیدا کرنے والا صرف ایک ہی ہے متعدد نہیں ہیں۔

(۲) بعض دفعہ دوبارہ غور سے دیکھنے سے کوئی نقص اور عیب نکل آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دعوت دے رہا ہے کہ بار بار دیکھو کہ کیا تمہیں کوئی شکاف نظر آتا ہے؟

(۳) یہ مزید تاکید ہے جس سے مقصد اپنی عظیم قدرت اور وحدانیت کو واضح تر کرنا ہے۔

(۴) یہاں ستاروں کے دو مقصد بیان کیے گئے ہیں ایک آسمانوں کی زینت، کیونکہ وہ چراغوں کی طرح جلتے نظر آتے ہیں۔ دوسرے، شیطان اگر آسمانوں کی طرف جانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ شرارہ بن کر ان پر گرتے ہیں۔ تیسرا مقصد ان کا یہ ہے جسے دوسرے مقامات پر بیان فرمایا گیا ہے کہ ان سے بروہ بحر میں راستوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔

(۵) شہیق، اس آواز کو کہتے ہیں جو گدھا پہلی مرتبہ نکالتا ہے، یہ قہقہہ ترین آواز ہوتی ہے۔ جہنم بھی گدھے کی طرح چیخ اور چلا رہی اور آگ پر رکھی ہوئی ہانڈی کی طرح جوش مار رہی ہوگی۔

(۶) یا مارے غیظ و غضب کے اس کے حصے ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔ یہ جہنم کافروں کو دیکھ کر غضب ناک

جب کبھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا اس سے جہنم کے دارونے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا؟^(۸)

وہ جواب دیں گے کہ بیشک آیا تھا لیکن ہم نے اسے جھٹلایا اور ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں فرمایا۔ تم بہت بڑی گمراہی میں ہی ہو۔^(۹)

اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے ہوتے یا عقل رکھتے ہوتے تو دوزخیوں میں (شریک) نہ ہوتے۔^(۱۰)

پس انہوں نے اپنے جرم کا اقبال کر لیا۔^(۱۱) اب یہ دوزخی دفع ہوں (دور ہوں)^(۱۲)

بیشک جو لوگ اپنے پروردگار سے غائبانہ طور پر ڈرتے رہتے ہیں ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا ثواب ہے۔^(۱۳)

الَّذِي يَأْتِيكُمْ نَذِيرٌ ⑩

قَالُوا بَلْ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ⑪

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ⑫

فَاعْتَرَفُوا بِإِذْنِهِمْ فَسُخِّرُوا لِصَاحِبِ السَّعِيرِ ⑬

إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ⑭

ہوگی، جس کا شعور اللہ تعالیٰ اس کے اندر پیدا فرمادے گا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے جہنم کے اندر یہ ادراک و شعور پیدا کر دینا کوئی مشکل نہیں ہے۔

(۱) جس کی وجہ سے تمہیں آج جہنم کے عذاب کا مزہ چکھنا پڑا ہے۔

(۲) یعنی ہم نے پیغمبروں کی تصدیق کرنے کے بجائے انہیں جھٹلایا، آسمانی کتابوں کا ہی سرے سے انکار کر دیا، حتیٰ کہ اللہ کے پیغمبروں کو ہم نے کہا کہ تم بڑی گمراہی میں مبتلا ہو۔

(۳) یعنی غور اور توجہ سے سنتے اور ان کی باتوں اور نصیحتوں کو آویزہ گوش بنا لیتے، اسی طرح اللہ کی دی ہوئی عقل سے بھی سوچنے سمجھنے کا کام لیتے تو آج ہم دوزخ والوں میں شامل نہ ہوتے۔

(۴) جس کی بنا پر مستحق عذاب قرار پائے، اور وہ ہے کفر اور انبیاءِ علیہم السلام کی تکذیب۔

(۵) یعنی اب ان کے لیے اللہ سے اور اس کی رحمت سے دوری ہی دوری ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ 'سُخِّرُوا' جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔

(۶) یہ اہل کفر و تکذیب کے مقابلے میں اہل ایمان کا اور ان نعمتوں کا ذکر ہے جو انہیں قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں ملیں گی۔ بِالْغَيْبِ کا ایک مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کو دیکھا تو نہیں، لیکن پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہوئے وہ اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہے۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لوگوں کی نظروں سے غائب، یعنی خلوتوں میں اللہ سے ڈرتے رہے۔

وَأَبْرُوا قَوْلَكُمْ وَأَجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ
الصُّدُورِ ⑩

الَّذِي مَن خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْغَيْبِ ⑪

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا
وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ⑫

ءَامِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخِفَّ بِكُمْ الْأَرْضُ
فَإِذَا هِيَ تَنُورُ ⑬

تم اپنی باتوں کو چھپاؤ یا ظاہر کرو ^(۱) وہ تو سینوں کی
پوشیدگیوں کو بھی بخوبی جانتا ہے۔ ^(۲) ^(۱۳)
کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ ^(۳) پھر وہ باریک بین
اور باخبر بھی ہو۔ ^(۴) ^(۱۴)

وہ ذات جس نے تمہارے لیے زمین کو پست و مطیع کر
دیا ^(۵) تاکہ تم اس کی راہوں میں چلتے پھرتے رہو ^(۶) اور
اللہ کی روزیاں کھاؤ (پیو) ^(۷) اسی کی طرف (تمہیں) جی کر
اٹھ کھڑا ہونا ہے۔ ^(۸) ^(۱۵)

کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ آسمانوں والا
تمہیں زمین میں دھنسا دے اور اچانک زمین لرزے
لگے۔ ^(۹) ^(۱۶)

(۱) یہ پھر کافروں سے خطاب ہے۔ مطلب ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں چھپ کر باتیں کرو یا
علانیہ سب اللہ کے علم میں ہے۔ اس سے کوئی بات مخفی نہیں۔

(۲) یہ سرو جبرائیل کی تعلیل ہے کہ وہ تو سینوں کے رازوں اور دلوں کے بھیدوں تک سے واقف ہے، تمہاری باتیں
کس طرح اس سے پوشیدہ رہ سکتی ہیں؟

(۳) یعنی سینوں اور دلوں اور ان میں پیدا ہونے والے خیالات سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے، تو کیا وہ اپنی مخلوق سے
بے علم رہ سکتا ہے، استفہام، انکار کے لیے ہے، یعنی نہیں رہ سکتا۔

(۴) لَطِيفٌ کے معنی ہی باریک بین کے ہیں الَّذِي لَطَفَ عِلْمُهُ بِمَا فِي الْقُلُوبِ (فتح القدیر) جس کا علم اتنا
لطیف ہے کہ دلوں میں پرورش پانے والی باتوں کو بھی وہ جانتا ہے۔

(۵) ذَلُولٌ کے معنی مطیع و منقاد کے ہیں جو تمہارے سامنے جھک جائے، سرتابی نہ کرے۔ یعنی زمین کو تمہارے لیے
نرم اور آسان کر دیا ہے، اسے اس طرح سخت نہیں بنایا کہ تمہارا اس پر آباد ہونا اور چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا۔

(۶) مَنَاكِبَ مَنَكِبٌ کی جمع ہے، جانب۔ یہاں اس سے مراد اس کے راستے اور اطراف و جوانب ہیں۔ امراباحت کے
لیے ہے، یعنی اس کے راستوں میں چلو۔

(۷) یعنی زمین کی پیداوار سے کھاؤ پیو۔

(۸) یعنی اللہ تعالیٰ جو آسمانوں پر یعنی عرش پر جلوہ گر ہے، یہ کافروں کو ڈرایا جا رہا ہے کہ آسمانوں والی ذات جب چاہے
تمہیں زمین میں دھنسا دے۔ یعنی وہی زمین جو تمہاری قرار گاہ ہے اور تمہاری روزی کا مخزن و منبع ہے، اللہ تعالیٰ اسی

یا کیا تم اس بات سے نڈر ہو گئے ہو کہ آسمانوں والا تم پر پتھر برسائے؟^(۱) پھر تو تمہیں معلوم ہو ہی جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا تھا۔^(۲) (۱۷)

اور ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا تو دیکھو ان پر میرا عذاب کیسا کچھ ہوا؟ (۱۸)

کیا یہ اپنے اوپر پر کھولے ہوئے اور (کبھی کبھی) سمیٹے ہوئے (اڑنے والے) پرندوں کو نہیں دیکھتے،^(۳) انہیں (اللہ) رحمن ہی (ہوا و فضا میں) تھامے ہوئے ہے۔^(۴)

پیشک ہر چیز اس کی نگاہ میں ہے۔ (۱۹)

سوائے اللہ کے تمہارا وہ کون سا لشکر ہے جو تمہاری مدد کر سکے^(۵) کافر تو سرا سردھو کے ہی میں ہیں۔^(۶) (۲۰)

اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی روک لے تو بتاؤ کون ہے جو پھر تمہیں روزی دے گا؟^(۷) بلکہ (کافر) تو سرکشی اور بدکنے

أَمْ أَمِنْتُمْ مِّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا
فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرٍ ۝

وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرٍ ۝

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَفَيْتُ وَيَقْبِضُنَّ

مَا يَشَاءُنَّ إِلَّا الرَّحْمَنُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ۝

أَمْ نُهَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُونِ

الرَّحْمَنِ إِنَّا كَالَّذِينَ نَادَى الرَّسُولَ أَنِ ارْجِعْ

أَمْ نُهَذَا الَّذِي يَرْتَضِيٰ لَكُمْ لِرِزْقِنَا إِلَهُ لَّجُؤًا

فِي عُتُوِّ وَنُفُورٍ ۝

زمین کو، جو نہایت پرسکون ہے، حرکت و جنبش میں لا کر تمہاری ہلاکت کا باعث بنا سکتا ہے۔

(۱) جیسے اس نے قوم لوط اور اصحاب الفیل (ہاتھیوں والے ابرہہ اور اس کے لشکر) پر برسائے اور پتھروں کی بارش سے ان کو ہلاک کر دیا۔

(۲) لیکن اس وقت یہ علم بے فائدہ ہو گا۔

(۳) پرندہ جب ہوا میں اڑتا ہے تو وہ پر پھیلا لیتا ہے اور کبھی دوران پرواز پروں کو سمیٹ لیتا ہے۔ یہ پھیلانا، صَفَّ اور سمیٹ لینا قَبَضُ ہے۔

(۴) یعنی دوران پرواز ان پرندوں کو تھامے رکھنے والا کون ہے، جو انہیں زمین پر گرنے نہیں دیتا؟ یہ اللہ رحمن ہی کی قدرت کا ایک نمونہ ہے۔

(۵) یہ استفہام تقریب و تویح کے لیے ہے۔ جُنْدٌ کے معنی ہیں لشکر، جتھہ۔ یعنی کوئی لشکر اور جتھہ ایسا نہیں ہے جو تمہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکے۔

(۶) جس میں انہیں شیطان نے جتلا کر رکھا ہے۔

(۷) یعنی اللہ بارش نہ برسائے، یا زمین ہی کو پیداوار سے روک دے یا تیار شدہ فصلوں کو تباہ کر دے، جیسا کہ بعض دفعہ وہ ایسا کرتا ہے، جس کی وجہ سے تمہاری خوراک کا سلسلہ موقوف ہو جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا کر دے تو کیا کوئی

پراڑ گئے ہیں۔^(۱) (۲۱)

اچھا وہ شخص زیادہ ہدایت والا ہے جو اپنے منہ کے بل
اوندھا ہو کر چلے^(۲) یا وہ جو سیدھا (بیروں کے بل) راہ
راست پر چلا ہو؟^(۳) (۲۲)

کہہ دیجئے کہ وہی (اللہ) ہے جس نے تمہیں پیدا کیا^(۴)
اور تمہارے کان آنکھیں اور دل بنائے^(۵) تم بہت ہی کم
شکرگزار کرتے ہو۔^(۶) (۲۳)

کہہ دیجئے! کہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلا
دیا اور اس کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔^(۷) (۲۴)

أَفَمَنْ يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّنْ
يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۲۱﴾

قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ
وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿۲۲﴾

قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿۲۳﴾

اور ہے جو اللہ کی اس مشیت کے برعکس تمہیں روزی مہیا کر دے؟

(۱) یعنی وعظ و نصیحت کی ان باتوں کا ان پر کوئی اثر نہیں پڑتا، بلکہ وہ حق سے سرکشی اور اعراض و نفور میں ہی بڑھتے چلے
جا رہے ہیں، عبرت پکڑتے ہیں اور نہ غور و فکر کرتے ہیں۔

(۲) منہ کے بل اوندھا چلنے والے کو دائیں بائیں اور آگے کچھ نظر نہیں آتا، نہ وہ ٹھوکروں سے محفوظ ہوتا ہے۔ کیا ایسا
شخص اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے؟ یقیناً نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح دنیا میں اللہ کی معصیتوں میں ڈوبا ہوا شخص آخرت
کی کامیابی سے محروم رہے گا۔

(۳) جس میں کوئی کجی اور انحراف نہ ہو اور اسکو آگے اور دائیں بائیں بھی نظر آ رہا ہو۔ ظاہر ہے یہ شخص اپنی منزل مقصود کو
پہنچ جائے گا۔ یعنی اللہ کی اطاعت کا سیدھا راستہ اپنانے والا، آخرت میں سرخورد رہے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ مومن اور کافر
دونوں کی اس کیفیت کا بیان ہے جو قیامت والے دن اکی ہوگی۔ کافر منہ کے بل جہنم میں لے جائے جائیں گے اور مومن
سیدھے اپنے قدموں پر چل کر جنت میں جائیں گے، جیسے کافروں کے بارے میں دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَتَحْشُرُهُمْ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ﴾ (سورۃ بنی اسرائیل، ۹۷) ”ہم انہیں قیامت والے دن منہ کے بل اکٹھا کریں گے۔“

(۴) یعنی پہلی مرتبہ پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے۔

(۵) جن سے تم سن سکو، دیکھ سکو اور اللہ کی مخلوق میں غور و فکر کر کے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر سکو۔ تین قوتوں کا
ذکر فرمایا ہے جن سے انسان مسموعات، مبصرات اور معقولات کا ادراک کر سکتا ہے، یہ ایک طرح سے اتمام حجت بھی ہے
اور اللہ کی ان نعمتوں پر شکر نہ کرنے کی مذمت بھی۔ اسی لیے آگے فرمایا، تم بہت ہی کم شکرگزار کرتے ہو۔

(۶) یعنی شُكْرًا قَلِيلًا يَا زَمَنًا قَلِيلًا يَا قَلْتَ شُكْرٍ سے مراد ان کی طرف سے شکر کا عدم وجود ہے۔

(۷) یعنی انسانوں کو پیدا کر کے زمین میں پھیلانے والا بھی وہی ہے اور قیامت والے دن سب جمع بھی اسی کے پاس ہوں

(کافر) پوچھتے ہیں کہ وہ وعدہ کب ظاہر ہو گا اگر تم سچے ہو

(تو بتاؤ؟) ^(۱) (۲۵)

آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے، ^(۲) میں تو صرف کھلے طور پر آگاہ کر دینے والا ہوں۔ ^(۳) (۲۶)

جب یہ لوگ اس ^(۴) وعدے کو قریب تر پالیں گے اس وقت ان کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے ^(۵) اور کہہ دیا جائے گا کہ یہی ہے جسے تم طلب کیا کرتے تھے۔ ^(۶) (۲۷)

آپ کہہ دیجئے! اچھا اگر مجھے اور میرے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ ہلاک کر دے یا ہم پر رحم کرے (بہر صورت یہ تو بتاؤ) کہ کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا؟ ^(۷) (۲۸)

آپ کہہ دیجئے! کہ وہی رحمن ہے ہم تو اس پر ایمان لا

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۲۵﴾

قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۲۶﴾

فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سَيِّئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ

هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدَّعُونَ ﴿۲۷﴾

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكْنِي اللَّهُ وَمَنْ مَعِيَ أَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ

يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ﴿۲۸﴾

قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ الْمَنَّانُ عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَمَنْ سَتَعَلَمُونَ

گے، کسی اور کے پاس نہیں۔

(۱) یہ کافر بطور استہزا اور قیامت کو مستبعد سمجھتے ہوئے کہتے تھے۔

(۲) اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، دوسرے مقام پر فرمایا ﴿قُلْ إِنَّمَا عَلَّمَهَا عِنْدَ رَبِّي﴾ (الأعراف: ۱۸۷)

(۳) یعنی میرا کام تو اس انجام سے ڈرانا ہے جو میری تکذیب کی وجہ سے تمہارا ہو گا۔ دوسرے لفظوں میں میرا کام انذار ہے، غیب کی خبریں بتلانا نہیں۔ الایہ کہ جس کی بابت خود اللہ مجھے بتلا دے۔

(۴) رَأَوْهُ میں ضمیر کا مرجع اکثر مفسرین کے نزدیک عذاب قیامت ہے۔

(۵) یعنی ذلت، ہولناکی اور دہشت سے ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی۔ جس کو دوسرے مقام پر چہروں کے سیاہ ہونے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (آل عمران: ۱۰۶)

(۶) تَدَّعُونَ اور تُدَّعُونَ کے ایک ہی معنی ہیں۔ یعنی یہ عذاب جو تم دیکھ رہے ہو، وہی ہے جسے تم دنیا میں جلد طلب کرتے تھے۔ جیسے سورہ ص ۱۶- اور الأنفال ۳۲، وغیرہ میں ہے۔

(۷) مطلب یہ ہے کہ ان کافروں کو تو اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے، چاہے اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور اس پر ایمان لانے والوں کو موت یا قتل کے ذریعے سے ہلاک کر دے یا انہیں مہلت دے دے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہم باوجود ایمان کے خوف اور رجا کے درمیان ہیں، پس تمہیں تمہارے کفر کے باوجود عذاب سے کون بچائے گا؟

چکے^(۱) اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔^(۲) تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ صریح گمراہی میں کون ہے؟^(۳) (۲۹) آپ کہہ دیجئے! کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہارے (پینے کا) پانی زمین میں اتر جائے تو کون ہے جو تمہارے لیے نھرا ہو پانی لائے؟^(۴) (۳۰)

سورہ قلم کی ہے اور اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔
ن،^(۵) قسم ہے قلم کی اور^(۶) اس کی جو کچھ کہ وہ (فرشتے) لکھتے ہیں۔^(۷) (۱)
تو اپنے رب کے فضل سے دیوانہ نہیں ہے۔^(۸) (۲)

مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

قُلْ اَرَأَيْتُمْ اَنْ اَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَّعِينٍ ۝

سُوْرَةُ الْقَلَمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

نَ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝

مَا اَنْتَ بِعَبْدٍ رَّبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝

(۱) یعنی اس کی وحدانیت پر، اسی لیے اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے۔

(۲) کسی اور پر نہیں۔ ہم اپنے تمام معاملات اسی کے سپرد کرتے ہیں، کسی اور کے نہیں۔ جیسے مشرک کرتے ہیں۔

(۳) تم ہو یا ہم؟ اس میں کافروں کے لیے سخت وعید ہے۔

(۴) غَوْرَ کے معنی ہیں خشک ہو جانا یا اتنی گمراہی میں چلا جانا کہ وہاں سے پانی نکالنا ناممکن ہو۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ پانی خشک فرمادے کہ اس کا وجود ہی ختم ہو جائے یا اتنی گمراہی میں کر دے کہ ساری مشینیں پانی نکالنے میں ناکام ہو جائیں تو بتلاؤ! پھر کون ہے جو تمہیں جاری، صاف اور نھرا ہو پانی مہیا کر دے؟ یعنی کوئی نہیں ہے۔ یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ تمہاری معصیتوں کے باوجود وہ تمہیں پانی سے بھی محروم نہیں فرماتا۔

(۵) ن، اسی طرح حروف مقطعات میں سے ہے، جیسے اس سے قبل ص، ق اور دیگر فوآت سور گزر چکے ہیں۔

(۶) قلم کی قسم کھائی، جس کی اس لحاظ سے ایک اہمیت ہے کہ اس کے ذریعے سے تمہیں توضیح ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ خاص قلم ہے جسے اللہ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا اور اس کو تقدیر لکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے

ابد تک ہونے والی ساری چیزیں لکھ دیں۔ (سنن ترمذی، تفسیر سورۃ ن والقلم وقال الألبانی صحیح)

(۷) يَسْطُرُوْنَ کا مرجع اصحاب قلم ہیں، جس پر قلم کا لفظ دلالت کرتا ہے۔ اس لیے کہ آراء کتابت کا ذکر کاتب کے وجود کو مستلزم ہے۔ مطلب ہے کہ اس کی بھی قسم جو لکھنے والے لکھتے ہیں، یا پھر مرجع فرشتے ہیں، جیسے ترجمہ سے واضح ہے۔

(۸) یہ جواب قسم ہے، جس میں کفار کے قول کا رد ہے، وہ آپ کو مجنون (دیوانہ) کہتے تھے۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ